سورۃ النور

ماڈیول 3

عنوان	ماڈیول کا عمومی جائزہ
• رکوع نمبر: 2 • آیت نمبر 20-11	• سکینڈلز کی روک تھام کے لیے اقدامات • واقعہ افک اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کی برأت • اشاعت فحش کی سزا

سورۃ النور

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کے اس عیب کا ذکر کرو کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔“ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب اس میں ہو جو میں کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ عیب اس میں ہے جو تم کہتے ہو تبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے

(مسلم: 6593)

سورة النور

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو نبی کریم ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں آپ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے آپ ﷺ نے کوچ کا رات کے وقت اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور ھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔

سورة النور

اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت ہیں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں جب ہار لے کر پلٹی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا، نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور ہیں سو گئی۔

لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھا لیں) انہوں نے ایک سوئے صفوان بن معطل سلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ

انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آکر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو اِنَّا للہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

اللہ کی قسم ! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوا اِنَّا للہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا (تاکہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا، خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لیے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔

اگران کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا، آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ ''میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت، محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں بیمار ہو گئی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ محبت و عنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔

ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہا کی خالہ تھیں۔ انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی یا اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا، آپ نے بری بات زبان سے نکالی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا: کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا، پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟

سورۃ النور

میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے ؟ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جاکر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں، اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔

سورۃ النور

بیان کیا کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن سیدنا علی رضی اللہ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی بریرہ رضی اللہ عنہا سے بھی دریافت فرمالیں وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا: ”کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو؟“ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نو عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہما ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی ہیں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔“ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو اشہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں، یارسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا، آپ ﷺ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا: میں، یارسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو ہیں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا، آپ ﷺ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آگئی۔

انہوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے، اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ سب کو خاموش کرانے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

سورۃ النور

میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، آپ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا: ”اما بعد، اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آپ ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔

سورۃ النور

پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا، اللہ کی قسم ! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا: اللہ کی قسم ! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس اللہ کی قسم ! میری اور لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے جب انہوں نے کہا تھا: ﴿فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ﴾ ”پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو“ (یوسف: 18) پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔

سورة النور

اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم ! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے، مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کر دے گا لیکن اللہ کی قسم ! ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے گرنے لگے حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلا کلمہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا: ”مبارک ہو عائشہ ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے۔“ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس آیتیں سنائیں۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا: نہ اُن کا شکریہ ادا کروں گی نہ آپ دونوں کا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ آپ لوگوں نے تو بہتان کا انکار تک نہ کیا۔ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرما رہے تھے۔

(صحیح بخاری: 4141،4757)

سورة النور

اہل ایمان کا ایک دوسرے پر عیب لگانا خود اپنے اوپر عیب لگانا ہے
جیسے وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی عزت پر عیب نہ لگائے اسے یہ بھی
ناپسند ہونا چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی عزت پر عیب نہ لگائے

مہلک گناہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات مہلک گناہوں سے بچو۔" صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کون سے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مومن عورتوں کو تہمت لگانا۔

(بخاری: 6857)

سورۃ النور

مسلمان کا فرض ہے کہ بری خبر یا بری بات سن کر اسے نہ
دہرائے بری خبر دینے والے سے، برا چرچا کرنے والے
سے، سکینڈل بنانے والے سے ثبوت کا مطالبہ کرے

سورة النور

بری خبر دینے والے سے اس کی سچائی کے لیے گواہ کا مطالبہ کرے کیونکہ
گواہ لانے کی صورت میں ہی کسی کی بات قابل توجہ ہو سکتی ہے

سورۃ النور

اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ محض کسی کی آبرو ریزی کرنا ہی جرم نہیں جس
پر سو کوڑے یا رجم کی سزا ہے بلکہ کسی کی عزت پر ایسے حملہ آور ہونا، کسی خاندان کی
تذلیل اور اہانت کا سامان کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے، اسے ہلکا نہ سمجھیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ دنیا میں جس بندے کے عیب چھپاتا ہے، قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائے گا

(صحیح مسلم:6594)

سورة النور

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنِ ظن کو حسنِ عبادت قرار دیا ہے کیونکہ
بدگمانی کرنا اپنے دل کی خرابی کا ثبوت ہے
دوسرے کے بارے میں نیک گمان رکھنا اپنی نیک دلی کا
ثبوت ہے

سورۃ النور

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

”بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کے عیوب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ، اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے آپس میں بھائی بن کر رہو

(صحیح بخاری: 6066)

سورۃ النور

اسلام ثبوت کے لیے چار گواہ لانے کا حکم دیتا ہے
شہادت کے پورے نصاب کے بغیر کسی کی عزت وآبرو پر الزام
لگانا جائز نہیں مسلمان کی عزت کی حرمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ
نے چار گواہ نہ لانے والوں کو جھوٹا قرار دیا

سورة النور

حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے
اسے (بغیر تحقیق کیے) بیان کر دے۔“

(مسلم)

مسلمانوں کو بے ہودہ باتوں کا چرچا نہیں کرنا چاہیے
اور نہ کسی سے ذکر کرنا چاہیے

سورۃ النور

فاحشہ سے مراد
بے حیائی ہے

قرآن حکیم نے بدکاری
کو بھی فاحشہ قرار دیا ہے

اللہ تعالیٰ نے بدکاری
کے الزام کی تشہیر کو بھی
بے حیائی قرار دیا ہے

سورة النور

رب العزت نے ہدایت دی ہے کہ اگر کوئی بری بات سنے اور اس کے دماغ
میں بیٹھ جائے اور کسی سے اس کا ذکر کر دے تو اسے پھیلائے نہیں کہ
ہر کسی سے بیان کرتا پھرے
بری بات کا پھیلانا حرام ہے کیونکہ اسی سے سزا ملتی ہے

سورۃ النور

مومن ایسا نہیں ہوتا!

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہے
نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو

(ترمذی:1977)

سورۃ النور

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

” اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔“

(بخاری:5220)

سورۃ النور

بے حیائی پھیلانے والے اداروں میں کام کرنے والے ملازمین بھی بے حیائی پھیلانے کے جرم میں برابر کے شریک ہیں

سورة النور

بے حیائی پھیلانے میں جن اخبارات ورسائل اور لٹریچر کا ہاتھ ہے
وہ گھروں کے اندر آکر فحاشی کی اشاعت کا سبب بنتے ہیں
اس میں گھر والے بھی برابر کے شریک ہو جاتے ہیں

سورة النور

بے حیائی پھیلانے والے تمام ذرائع اگر گھروں کے
اندر بے حیائی پھیلا رہے ہیں تو گھر والے بھی جرم میں
برابر کے شریک ہیں

سورة النور

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ تعالیٰ کے پردے کو کھولنے لگا۔

(بخاری:6069، مسلم:2990)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" زمین میں دھنسنا اور صورت کا بدلنا اور پتھروں کا آسمان سے برسنا اس امت کے آخر میں ہو گا۔" انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے باوجود اس کے کہ ہم میں صالحین موجود ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: " ہاں جب کہ خباثت یعنی فسق و فجور غالب ہو جائے۔"